Vol.4No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

خلیجی ریاستوں میں اُردو کی لسانی واَدبی خدمات

Urdu Linguistics & Literary Services in the Gulf States

[1] جاوید اقبال, [2] ڈاکٹر عرفان توحید, [3] محمد شوکت علی

Abstract

The consequences of the Second World War brought uncertainty and unemployment in the Subcontinent. This resulted in massive migration of the workers from India and Pakistan to the Middle East and Gulf countries who were seeking jobs to earn their living. These workers in spite of comprising of both Muslims and non-Muslims, spoke Urdu as their native language. With the increasing number of these workers and their officers from India and Pakistan, Urdu became almost the Lingua franca of the Gulf countries. At present people coming from Nepal, Iran, Bangladesh and other eastern countries not only understand Urdu language but also enjoy the poetry and prose produced in Urdu. The present article focuses on the progress of Urdu language in gulf countries and covers the various activities to promote Urdu language and literature in Middle East.

Keywords: Gulf States, Strait of Hurmuz, Muslim of Subcontinent, Middle East, Immigrants, Culture and religion, Urdu Promotion, Gulf life, Gulf Poet

کلیدی الفاظ: خلیجی ریاستیں، آبنائے ہرمز، برصغیر کے مسلمان، مشرقی وسطیٰ، تارکینِ وطن، ثقافت اور مذہب، فروغ اُردو، خلیجی زندگی، خلیجی شعرا

خلیج، پاکستان کے جنوب مغرب میں بحیرہ عرب سے ملحق ایک سمندری بندر گاہ ہے جو آبنائے ہرمز ((Strait of Hurmuz) سے ہوتی ہوئی بحیرہ عرب سے ملتی ہے۔ اِس کی لمبائی قریباً ایک ہزار کلو میٹر جب کہ چوڑائی اوسطاً تین سو کلو میٹر ہے۔ خلیج پر چھے عرب ریاستیں سعودی عرب، کویت، قطر، سلطنت عمان، بحرین اور متحدہ عرب امارات (جو ابو ظہبی، دوبئی، شارجہ، الفجیرہ، عمان، ام القوین اور راس الخیمہ) پر مشتمل ہیں۔ یہ جملہ خلیجی ریاستیں مشترکہ تعاون کی ایک انجمن "مجلسِ تعاون الخلیج Gulf Cooperative Council سے منسلک ہیں۔ محولہ بالا تمام ریاستوں کے تاریخی، جغرافیائی، معاشرتی، تہذیبی، ادبی خدوخال اور حالات قریب قریب ایک جیسے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز ۱۹۳۶ء میں جدید مملکتِ سعودی عرب کے بادشاہ بنے، جب کہ کویت نے ۱۹۶۱ء میں برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ ۱۹۳۵ء کے ایک معاہدے کے تحت دیگر خلیجی عرب ریاستیں بھی حکومتِ برطانیہ کے زیرِ تسلط رہنے کے بعد ۷۱/۱۹۷۰ء میں آزاد ہو گئیں۔ بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں متحدہ ہندوستان خصوصاً سندھ، گجرات اور کیرالہ کے ہندو اور مسلم تاجر اِن ریاستوں میں تجارت کی غرض سے سکونت پذیر ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں کراچی کے اہم تاجر جشن محل کے خاندان نے خلیجی ریاستوں میں اپنا کاروباری سلسلہ شروع کیا۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد برصغیر میں ایک بے یقینی اور بے اعتباری کی فضا تھی، محنت کش طبقہ بطورِ خاص بے روز گاری کا شکار ہو چکا تھا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اِس ذہنی و اقتصادی صورتِ حال سے نجات حاصل کرنے کے لیے مشرقِ وسطیٰ کا رُخ کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے برصغیر کے مختلف گوشوں سے مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگوں نے بھی روز گار کی تلاش میں خلیجی ریاستوں کا رخ کیا۔ تقسیمِ ہندوستان کے بعد خلیجی ریاستوں میں محنت کشوں کی نقلِ مکانی کے رجحان نے مزید زور پکڑا

[1] لیکچرار، شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

[2] اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

[3] پی ایچ۔ ڈی اُردو، ریسرچ اسکالر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Vol.4No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

،ایوب دور اور پھر بھٹو دور میں پاکستانیوں نے جوق در جوق اِن ریاستوں میں ڈیرے جمائے۔پاکستان کے علاوہ بھارت،بنگلہ دیش،نیپال،سری لنکا،ایران،صومالیہ،سوڈان،مصر اور فلسطین وغیرہ کے لاکھوں محنت کش بھی خلیجی ریاستوں میں پہنچے۔

اِن خلیجی ریاستوں کی سرکاری و قومی زبان عربی،عالمی سطح پر تجارتی زبان انگریزی اور سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان "اُردو" ہے۔پاکستان،بھارت،بنگلہ دیش،نیپال،سری لنکا،ایران اور افغانستان کے باشندے اپنی قومی وعلاقائی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو کو بطور رابطہ زبان بولتے اور سمجھتے ہیں،مزید بر آں ایسے عرب جو پاکستان اور بھارت میں تعلیم حاصل کرتے رہے یا جنھوں نے پاکستانی یا بھارتی خواتین کے ساتھ شادیاں کر رکھی ہیں،وہ روانی سے اردو بولتے ہیں۔چونکہ ہماری بہت سی اسلامی کتب اور تفاسیر قرآن و احادیث اُردو میں ہیں،اِس لیے ملیالم،گجراتی،مراٹھی،تیلگو،نیپالی اور بنگالی وغیرہ بولنے والے مسلمان بھی اُردو بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ایک اور بڑی وجہ یہ ہے کہ زیادہ تر تارکینِ وطن یا تو سرکاری ملازم ہیں، یا پھر مزدور ہیں، دونوں صورتوں میں وہ عربی بول چال میں جلد ہی مہارت حاصل کر لیتے ہیں۔عربی بول چال میں ایک خاص تناسب ایسے الفاظ کا ہے جو اُردو میں بھی مستعمل ہیں۔اس لیے اِن ریاستوں میں قیام پذیر باشندے اُردو میں شُدبُد رکھتے ہیں۔بحرین کی پہلی دستور ساز اسمبلی (۱۹۷۲ء) کے سپیکر،عربی،انگریزی اور اُردو زبان کے شاعر استاذ ابراہیم العریض عنایتؔ نے ایک تقریب میں اظہار کرتے ہوئے کہا:

"عربی کے نوے فیصد الفاظ اُردو میں موجود ہیں،اِس سلسلے میں انھوں نے غالبؔ اور میرؔ کے اشعار بھی بطور نمونہ پیش کیے"۔(۱)

اُردو اپنے فطری بہاؤ کی وجہ سے متحدہ عرب امارات کی سب سے بڑی رابطے کی زبان ہے۔امارات میں بالعموم لیکن شارجہ،عمان اور دبئی میں بالخصوص مقامی آبادی بھی اُردو کو رابطے کی زبان کے طور پر اپنانے لگی۔چنانچہ اِس وقت ایک اندازے کے مطابق متحدہ امارات میں مقیم ۱۴ لاکھ افراد میں سے ۱۰ لاکھ اُردو کو رابطے کی زبان کے طور پر اپنائے ہوئے ہیں۔ہاں یہ امر بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے عوام الناس کے علاوہ حکمران طبقے میں بھی اُردو کو مقبولیت حاصل ہے۔مثال کے طور پر ابوظہبی،شارجہ اور عمان کے حاکموں کے علاوہ متعدد شیوخ اور مقتدر شخصیات بھی روانی سے اُردو بولتی ہیں۔یہاں تک کہ امارات کے سرکاری سکہ "درہم" کو 'روپیا' اور "فلس" کو 'پیسہ' کہا جاتا ہے۔"(۲)

قطر میں اُردو کی افادیت و اہمیت کا اندازہ اِس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ قطر کے عام معاشرے میں اُردو کی اثر پذیری کے نشانات قدم قدم پر ملتے ہیں۔بنگلہ دیش، بھارت،پاکستان،ایران،افغانستان،اور خلیجی ریاستوں کے باشندے اکثر و بیشتر باہمی ملاقاتوں میں اُردو کا سہارا لیتے ہیں۔بہت سے ایرانی و عرب افراد رواں جملوں میں اُردو بولتے نظر آتے ہیں، حتیٰ کہ عربوں کی عام بول چال کی عربی میں اُردو کے کئی اسمأ مستقل طور پر اپنی جگہ بنا چکے ہیں جنھیں وہ اپنے عربی لہجے میں ادا کرتے ہیں۔اِن الفاظ میں چائے،دروازہ،رستہ،سیدھا،کچرا،جوتی،قیمہ، آؤ،جاؤ،بیٹھو،جلدی جیسے الفاظ شامل ہیں۔(۳)سعودی عرب میں بھی سرکاری زبان عربی اور بین الاقوامی زبان انگریزی کے بعد اُردو تیسری بڑی زبان ہے۔محمد حنیف عباسی اِس ضمن سے لکھتے ہیں:

'سعودی عرب کے مختلف شہروں میں اُردو جگہ جگہ پھیلی ہوئی ہے۔دکانوں اور ہوٹلوں پر اُردو میں تحریر کردہ سائن بورڈ،تختہ ہائے اعلانات،بازاروں اور گلی کوچوں سے سنائی دینے والی پاکستانی اور اُردو نغموں کی آوازیں اور موسیقی کی دھنیں اِس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔خاص طور پر جدہ،مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں تو انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے لاہور میں ہو--

Vol.4No.3   2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

--سعودی عرب میں فروغِ اُردو کا سہرا بالخصوص اُن اداروں کے سر ہے، جنھیں سعودی عرب
میں مقیم پاکستانی برادری کی سرپرستی حاصل ہے۔ اِن میں سرفہرست پاکستانی سکول اور کالج ہیں
جو جدہ، ریاض، طائف اور الخبر میں واقع ہیں۔" (۴)

خلیجی ریاستوں میں اُردو زبان وادب کی ترویج و فروغ کا سہرا پاک وہند کے کیمونٹی سکولز، ریڈیوز کی اُردو سروسز، ٹی وی چینلز، عالمی مشاعروں، اُردو ایوارڈز، سیمینارز اور دیگر علمی وادبی اور ثقافتی تقریبات کے منتظمین وکارپردازان کے سر جاتا ہے۔

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ہی تارکینِ وطن کی خاطر خواہ تعداد مختلف خلیجی ریاستوں میں مصروفِ کار ہو گئی، بالخصوص بحرین، قطر اور سعودی عرب میں تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ۱۹۶۵ء میں پاکستان اُردو سکول بحرین، ۱۹۵۸ء میں پاک شمع سکول دوحہ قطر اور ۱۹۶۰ء میں پاکستان ایمبیسی سکول جدہ کا قیام عمل میں آیا۔ مزید بر آں ساتویں دہائی میں برِصغیر کے باشندوں کی کثیر تعداد تلاشِ معاش میں خلیجی ریاستوں میں مع اہل وعیال قیام پذیر ہوئی تو اُن کو تعلیمی سہولیات کی فراہمی کے لیے ہر عرب ریاست میں پاکستانی وہندوستانی تعلیمی اداروں کا جال بچھا دیا گیا۔

ہر پاکستانی اسکول میں اُردو لازمی، جب کہ انڈین سکولز میں اُردو اختیاری مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ اِن سکولوں میں پاک وہند کے علاوہ دیگر ممالک کے بچے بھی زیرِ تعلیم ہیں، جو دس بارہ سال اِن اداروں میں پڑھنے کی وجہ سے انگریزی کے ساتھ ساتھ اُردو بھی روانی سے بولتے ہیں، خصوصاً صومالی، تنزانی اور ایرانی طالب علم بہت صاف اُردو بولتے ہیں۔

یہاں تعلیمی ادارے تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ ادبی و ثقافتی سرگرمیوں میں بھی فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ اِن تعلیمی اداروں میں ہزاروں کتب پر مشتمل لائبریاں بھی اُردو زبان وادب کے فروغ میں نمایاں اور بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں۔

ساتویں دہائی ہی میں ابوظہبی، سعودی عرب اور ام القوین ریڈیوز سے اُردو سروس کا آغاز ہوا، آٹھویں دہائی میں قطر اُردو سروس اور دیگر ریاستوں میں بھی اُردو سروس شروع ہو گئی۔ اُردو سروس میں گیت، غزلیں، ڈرامے اور خبریں نشر کی جاتی ہیں۔ آٹھویں دہائی میں ٹیلی ویژن پر ہفتہ وار ہندی اُردو فلمیں اور پھر شارجہ ٹی وی سے پاکستانی ڈرامے بھی دکھائے جاتے رہے۔ امارات، سعودی عرب، کویت، قطر اور بحرین سے اُردو اخبار اور میگزین بھی شائع ہونے لگے، خلیجی ریاستوں میں بہت سے امام مسجد پاک وہند سے تعلق رکھتے ہیں، جمعہ کا سرکاری خطبہ عربی میں ہوتا ہے تاہم کچھ مساجد میں اُردو میں بھی خطبہ دیا جاتا ہے۔ کچھ خلیجی شہروں میں سائن بورڈ بھی اُردو میں نظر آتے ہیں۔

ایک اور چیز جو فروغِ اُردو میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہے وہ تبلیغی جماعت کے اجتماعات ہیں۔ ویسے تو تبلیغی جماعت ساری دنیا میں تبلیغ دین کے لیے مصروفِ عمل ہے، تاہم تبلیغی جماعت کو قطر میں سرکاری سرپرستی حاصل ہے، ہفتہ وار تبلیغی اجتماع میں مرکزی خطاب تبلیغی جماعت کی ضخیم نصابی کتاب "فضائلِ اعمال"، جو اُردو میں ہے، سے دیا جاتا ہے، اجتماع میں ہر کمیونٹی کے لوگ شریک ہوتے ہیں، اِس طرح دیگر کمیونٹیز کے باشندے شعوری و غیر شعوری طور پر اُردو سننے، سمجھنے اور بولنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

Vol.4No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

موسیقی کی محافل بھی فروغِ اُردو میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں، پاک وہند کے معروف ومشہور کلاسیکل، نیم کلاسیکل اور غزل گائیک کے کنسرٹس میں ہر کمیونٹی کے شائقین شرکت کرتے ہیں۔ دسمبر ۲۰۰۳ء میں شائقینِ فن دوحہ کی محفلِ موسیقی میں غلام علی کو سننے کے لیے پاکستان، بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش اور نیپال کے سفرائے کرام بھی شریک ہوئے اور کمیونٹیز بھی۔ اُردو، صرف زبان ہی نہیں ادب اور تہذیب بھی ہے، سو یہ تارکینِ وطن اُردو زبان و ادب اور تہذیب و ثقافت بھی اپنے ساتھ لے کر آئے۔ انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی شخص دیارِ غیر میں ہوتا ہے تو وہ اپنی زبان، تہذیب، ثقافت اور مذہب کی طرف زیادہ رغبت رکھتا ہے۔ پاک وہند کے تارکینِ وطن نے ادب وثقافت کے فروغ کے لیے ہر عرب ریاست میں تنظیمیں بنا رکھی ہیں۔ اِن تنظیموں کے ہفتہ وار یا ماہانہ اجلاس تواتر کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ اِن میں سے بعض تنظیمیں اِس قدر فعال ہیں کہ وہ گذشتہ تین چار دہائیوں سے فروغِ اُردو کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔

ویسے تو بیسویں صدی کے نصف آخر میں خلیج بھر میں مقامی سطح پر گھریلو شعری نشستیں منعقد ہوگئی تھیں، تاہم برصغیر سے باہر پہلا عالمی مشاعرہ بزمِ ادب الامارات ابوظہبی نے ۱۹۸۱ء اور دوسرا مشاعرہ ۱۹۸۲ء میں منعقد کر کے عالمی مشاعروں کی جس روایت کا آغاز کیا، اِس نے فروغِ اُردو ادب میں نمایاں کردار ادا کیا۔

تین سال کی خاموشی کے بعد ادبی جشنوں کے بانی مرحوم سلیم جعفری نے اولڈ سٹوڈنٹس جامعہ کراچی یعنی یونی کیریئنز کے بینر تلے "یادِ فیض" کے عنوان سے ایک ایسا عظیم الشان مشاعرہ برپا کیا، اِس مشاعرے میں اُس وقت کے قریب قریب تمام اہم شعرائے کرام شریک ہوئے، اِس مشاعرے کی گونج پوری اُردو دنیا میں سُنی گئی۔ اِس کے بعد خلیج بھر میں موجود ادبی تنظیموں کے زیرِ انتظام عالمی مشاعروں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ عالمی مشاعروں کے ساتھ ساتھ ادبی ایوارڈز کا اجرا، علمی وادبی موضوعات پر لیکچرز اور سیمینارز اور موسیقی کی محافل کا اہتمام بھی ہونے لگا۔ اِن تقریبات میں پاک وہند کے علاوہ دیگر کمیونٹیز بھی شرکت کرتی رہتی ہیں اور یوں اُردو زبان وادب کا فروغ کا عمل جاری رہتا ہے۔

مرحوم سلیم جعفری نے اِس مشاعرے کے بعد جشنیہ مشاعروں کا آغاز کیا، ایک سال پاکستانی شاعر، دوسرے سال ہندوستانی شاعر کا جشن ہوتا اور یوں زندگی ہی میں مشاہیرِ ادب کی پذیرائی کا سلسلہ شروع ہوا۔ جشن کے موقع پر صاحبِ جشن کی یادگار تصاویر اور معاصر شعرا و ادبا کی شعری و نثری نگارشات پر مشتمل عالمی معیار کا ایک ضخیم مجلہ بھی شائع کیا جاتا، جو اپنی جگہ پر ایک اہم ادبی کام سمجھا جاتا ہے۔

سلیم جعفری نے ۱۹۹۵ء تک ۱۲ جشن برپا کرنے کے بعد ۱۹۹۶ء میں اپنی تنظیم "یونیکیریز"، ملک مصیب الرحمن اور محمد عتیق کی مجلسِ فروغِ اُردو ادب دوحہ۔ قطر میں ضم کر دی۔ دوبئی، ابوظہبی، العین، اور پھر قطر میں جن شعرا اکرام کے عظیم الشان جشن برپا کیے گئے، اُن میں خمارؔ بارہ بنکوی، احمد فرازؔ، مہندر سنگھ بیدی سحرؔ، جونؔ ایلیا، مجروحؔ سلطان پوری، قتیلؔ شفائی، جگن ناتھ آزادؔ، محشرؔ بدایونی، کیفیؔ اعظمی، پیرزادہ قاسمؔ، علی سردارؔ جعفری، شہزادؔ احمد، بشیر بدرؔ اور امجد اسلام امجدؔ شامل ہیں۔ اِن جشنیہ مشاعروں میں اہلِ خلیج کو یہ مواقع ملے کہ انھوں نے نہ صرف مشاہیرِ ادب کو دیکھا بلکہ اُن کا کلام بھی سماعت کیا۔(۵)

یوں، مجلسِ فروغِ اُردو ادب دوحہ۔ دبئ خلیج بھر کی وہ واحد تنظیم ہے جس نے اپنے قیام سے اب تک تسلسل و تواتر کے ساتھ سالانہ عالمی مشاعروں کے ساتھ ۱۹۹۶ء سے اجرا ہونے والے "عالمی فروغِ اُردو ادب ایوارڈ"، جو ہر سال ایک پاکستانی اور ایک ہندوستانی نثر نگار کو، اُن کی اعلیٰ ترین ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر دیا جاتا ہے، دونوں ملکوں میں دو آزاد و خود مختار جیوریز مشتاق احمد یوسفی اور پروفیسر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی سربراہی میں اب تک پاک وہند کے ۳۸ نثر نگاروں کی خدمت میں "عالمی فروغِ اُردو ادب ایوارڈ" پیش کر چکی ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

جن میں احمد ندیم قاسمی، آلِ احمد سرور، اشفاق احمد، قرۃ العین حیدر، انتظار حسین، جیلانی بانو، مختار مسعود، کالی داس گپتا رضا، بانو قدسیہ، جوگندر پال، محمد خالد اختر، سرندر پرکاش، شوکت صدیقی، گوپی چند نارنگ، مستنصر حسین تارڑ، صلاح الدین پرویز، عبداللہ حسین، نثار احمد فاروقی، ہاجرہ مسرور، قاضی عبدالغفار، اسد محمد خان، مغنی تبسم، محمد منشا یاد، وارث علوی، سید محمد کاظم، گلزار، ڈاکٹر جمیل جالبی، سیدہ جعفر، عطاء الحق قاسمی، شموئل احمد، نثار عزیز بٹ، نند کشور وکرم، ڈاکٹر سلیم اختر، پروفیسر شریف حسین قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر خورشید رضوی اور مشرف عالم ذوقی شامل ہیں۔

اِسی طرح برصغیر سے باہر فروغِ اُردو کے لیے کوشاں ادبی شخصیات کے لیے ۱۹۹۸ء میں مجلس نے سلیم جعفری انٹرنیشنل ایوارڈ کا اجرا کیا جو بالترتیب دبئی سے نجم الحسن رضوی، کینیڈا سے اشفاق حسین، چین سے چانگ شی شوان، برطانیہ سے بخش لائل پوری، برطانیہ سے پروفیسر رالف رسل، روس سے نتالیا پریگارینا اور برطانیہ سے ڈاکٹر ڈیوڈ میتھیوز کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

عام طور پر یہ کہا اور سمجھا جاتا ہے کہ خلیجی ریاستوں میں زیادہ تر شاعری ہی کی طرف رجحان ہے، لیکن جہاں شاعری کی تمام اصناف میں طبع آزمائی ہو رہی ہے وہاں جملہ اصناف نثر میں بھی لکھا جا رہا ہے۔

خلیجی ریاستوں میں ناول، افسانہ، مزاح، آپ بیتی اور خاکہ نگاری کے میدان میں بھی کام ہو رہا ہے۔ نجم الحسن رضوی، ظہیر بدر اور اسلام عزمی نے ناول نگاری میں قابلِ ذکر کام کیا ہے۔ یہاں لکھے جانے والے ناول کے موضوعات اور کردار ہندوپاک اور خلیجی ریاستوں سے تعلق رکھتے ہیں، دیارِ غیر میں تارکینِ وطن کو جن داخلی و خارجی مشکلات کا سامنا ہے، یہ ناول اُن کی بھرپور عکاسی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

نجم الحسن رضوی کا ناول "ماروی اور مرجینا" میں ناول کا ہیرو اپنے جیسی ایک غریب لڑکی سے محبت کرتا ہے، لیکن وڈیرا اُسے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ ناول کا ہیرو اُس وڈیرے کے غیظ و غضب سے بچنے کے لیے کراچی سے دبئی پہنچتا ہے۔

۲۰۰۴ء میں اسلام عظمی کا پہلا ناول "دکھ دان" شائع ہوا، اِس ناول میں اُنھوں نے ۱۹۶۰ء کے بہاول پور اور دبئی کی زندگی کو موضوع بنایا ہے، بعد میں اُن کا دوسرا ناول "بے زمین، بے آسمان" شائع ہوا، جو دبئی، بمبے اور بصرہ کی معاشرت کی عکاسی کرتا ہے۔ ۲۰۰۸ء میں ظہیر بدر کا ناول "محبتیں اُدھوری سی" منظرِ عام پر آیا، اِس ناول میں لاہور اور دبئی کی مجلسی زندگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

نجم الحسن رضوی، ایک عمدہ افسانہ نگار بھی ہیں اور اُن کے افسانوں کے زیادہ تر موضوعات خلیجی زندگی کے عکاس ہیں۔ اُن کا افسانہ "ہاتھ بیچنے والے" میں دیارِ غیر میں پیسہ کمانے والوں کی خواہش کے ساتھ قلم کار کا دکھ اور کرب شامل ہے۔ اُن کے افسانوی مجموعے 'چشمِ تماشا'، "ہاتھ بیچنے والے" اور "پُرسے کا موسم" کے ناموں سے اشاعت پذیر ہوئے۔ اسلام عزمی کے افسانوی مجموعے "جوگ اور سنجوگ" اور "بہت پرانی کہانی" بھی خلیجی زندگی اور معاشرت کے آئینہ دار ہیں۔ دوحہ میں سید شمیم حیدر جون پوری، ریاض میں نگار خالد اور جدہ میں جمیل عثمان بھی سنجیدگی کے ساتھ افسانہ لکھتے رہے۔

محمد کبیر خان نے مزاح نگاری اور خاکہ نگاری میں کافی نام کمایا۔ اُن کی کئی کتابیں شائع ہوئیں، تاہم "کشمیر کا تاریک جغرافیہ"، "سفر مفر" اور خاکوں پر مشتمل مجموعے "چاند چہرے" نے قارئینِ ادب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ ع۔ س۔ مسلم کی آپ بیتی "لمحہ بہ لمحہ زندگی" بھی خلیجی زندگی کے کئی پہلوؤں کو ہمارے سامنے لاتی ہے۔

Vol.4No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

محمد ممتاز راشد کی تحقیقی کتاب "لاہور کے نئے اور پرانے رنگ" بھی قابلِ ذکر نثری کام ہے،اِسی طرح سیّد فضل حسین فرتاش کا مقالہ برائے ایم۔فل "مجلسِ فروغِ اُردو ادب (دوحہ۔قطر) کی ادبی خدمات" بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے شعبہ اُردو نے ۲۰۰۹ء میں شائع کیا۔

۱۹۹۹ء میں مرحوم اظہر جاوید نے تخلیق کا "خلیجی ریاستوں میں اُردو" نمبر شائع کیا جس میں ۱۵۴ شعرا و ادبا کا تعارف اور اُن کی تخلیقات کو شامل کیا گیا۔ خلیج کے زیادہ تر شاعر کئی مجموعوں کے خالق ہیں، یہاں ایک عرب اُردو شاعر ڈاکٹر زبیر فاروق ہیں جن کے تین درجن مجموعے شائع ہو چکے ہیں،اِن میں "سرد موسم کی دھوپ" میں ۱۰۰۱ غزلیات شامل ہیں۔

اِسی طرح قطر میں مقیم ایک نیپالی شاعر کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو کہ نہ صرف اُردو شاعری کرتا ہے بل کہ اُس کا شعری مجموعہ "شعلہ ہے پھول" بھی شائع ہو چکا ہے۔ خلیجی ریاستوں میں درجنوں شاعر ایسے ہیں جن کے کئی کئی شعری مجموعے چھپ چکے ہیں، اگر میں جملہ خلیجی شعرا کے کلام کے بجائے صرف اُن کے نام اور اُن کے شعری مجموعوں کے نام بھی گنوانے لگوں تو بہت سے صفحات درکار ہوں گے۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالحق عارف، 'بحرین میں اُردو'، مشمولہ 'بیرونی ممالک میں اُردو'، مرتبہ انعام الحق جاویدؔ،ڈاکٹر، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۶ء، ص:۲۰۲

۲۔ محمد کبیر خان 'متحدہ عرب امارات میں اُردو'، مشمولہ 'بیرونی ممالک میں اُردو'، مرتبہ انعام الحق جاویدؔ،ڈاکٹر، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۶ء، ص:۱۹۰

۳۔ محمد ممتاز راشدؔ،'قطر میں اُردو'، مشمولہ 'بیرونی ممالک میں اُردو'، مرتبہ انعام الحق جاویدؔ،ڈاکٹر، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۶ء، ص:۲۰۶

۴۔ محمد حنیف عباسی، سعودی عرب میں اُردو'، مشمولہ 'بیرونی ممالک میں اُردو'، مرتبہ انعام الحق جاویدؔ،ڈاکٹر، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۶ء، ص:۱۷۶

۵۔ فرتاش سیّد، "مجلس فروغِ اُردو اَدب (دوحہ۔قطر) کی اَدبی خدمات، شعبہ اُردو، بہاؤلدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ۲۰۰۹ء